www.KitaboSunnat.com

ابو عبد اللہ طارق
اُستاذ جامعہ لاہور اسلامیہ، گارڈن ٹاؤن، لاہور

اُمّتِ مسلمہ میں وجودِ شرک پر شبہات کا ازالہ

شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اور انبیا کی دعوت کا مرکزی اور اساسی نکتہ توحید رہا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے پتہ چلتا ہے۔ پاکستان بھر بالخصوص پنجاب کے بڑے شہروں میں شرک وبدعت کے اندھیرے مزید گہرے کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ منبرو محراب پر بعض شخصیات نے چند سالوں سے شرک کے خاتمہ کی جدوجہد کی بجائے، نت نئے بہانوں سے اسے تحفظ دینے اور اس کے لئے عوامی جلسے منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کررکھا ہے۔ عقیدہ توحید کے نام سے جاری ان سیمینارز میں شرک کے مصداقات کو حیلے بہانے سے محدود تر کرنے، تعریفوں کے چکر میں عوام کو مبتلا کرکے ان کو جہالت میں ہی غرق رکھنے اور اس حوالے سے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ کے مفہوم میں مغالطے پیش کرنے کی کوششیں مسلسل جاری ہیں۔ ان کے استدلال کا بہت بڑا محور یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ میں فی زمانہ شرک کا وجود ہی ناممکن ہے، اس لئے اس بارے میں حساس ہونے کی چنداں ضرورت نہیں اور جو موحدین شرک کے خاتمہ کی کوششوں میں مصروف ہیں، اُن کے زعم باطل میں وہ ایک لاحاصل جدوجہد کررہے ہیں۔ اس طبقہ کو علم دین سے غافل اور جاہل میڈیا کے ذمہ داران کی ہمدردیاں حاصل ہونے کی بنا پر اخبارات اور ٹی وی سکرین کے ذریعے بھی اس غلط فکر کو لگاتار عام کیا جارہا ہے۔

توحید کے سورج کو گہنانے کی ان مذموم کوششوں کے علمی جواب کے لئے ماہنامہ 'محدث' میں دو تین سال کے عرصے میں کئی ایک تفصیلی اور تحقیقی مضامین شائع کئے گئے ہیں، جن میں اکتوبر ۲۰۱۰ء میں 'اُمتِ مسلمہ میں شرک کا وجود؟'، جون ۲۰۱۱ء میں 'روایتِ شداد بن اوس اور شرکِ اکبر کا وجود'، جولائی ۲۰۱۲ء میں 'اُمّتِ محمدیہ میں شرک اور جہالت کے اندھیرے' کے بعد زیر نظر تحقیقی مضمون شمارہ ہذا میں شائع کیا جارہا ہے۔ چونکہ یہ مضامین ایک مخصوص طبقے کے پیش کردہ شبہات کی وضاحت کے لئے لکھے گئے ہیں، اس لئے ان میں جزوی مماثلت بھی پائی جاتی ہے، تاہم ہر ایک مضمون اپنی جگہ جداگانہ موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ مشترکہ عنوانات کی نشاندہی حاشیہ میں بھی کردی گئی ہے اور تکرار سے بچنے کے لئے بعض دلائل کو حذف بھی کردیا گیا ہے۔ اس کے بعد آئندہ بھی عقیدہ توحید کے حوالے سے جاری گمراہ کن، مشرکانہ کوششوں کے علمی محاسبہ اور وضاحت کے لئے بھی مزید مضامین شائع کئے جاتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ، اگر قارئین کے ذہنوں میں اس کے متعلق سوالات ہوں تو وہ ادارہ محدث کو ارسال کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اُمّتِ اسلامیہ میں شرک کا خاتمہ ہو اور توحید وسنت کا پرچم ہر سو لہرائے۔ ح م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وسنت کے مجموعی دلائل کو سامنے رکھیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اُمتِ مسلمہ میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے جو حق پر قائم رہ کر توحید کی نعمت کو سینوں سے لگائے رکھیں گے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو راہِ راست سے بھٹک کر شرک وخرافات کی ظلمت میں صراطِ مستقیم کو کھو دیں گے۔ ماضی میں لوگوں کے حالات کا جائزہ لیں تو بھی یہی حقیقت کھلتی ہے۔ علما وائمہ دین نے اپنے اپنے زمانوں میں اس صورتِ حال کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس کو آشکار کیا اور اس کے سدباب کے لئے کوششیں بھی کیں اور عصر حاضر میں بھی حالات یہی گواہی دے رہے ہیں بلکہ اب تو زہر ہلاہل کو قند کے نام سے پیش کر کے یہ دعویٰ بھی کیا جانے لگا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں شرک پایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان اس میں مبتلا ہو سکتا ہے اور نہ ہمارے اس دور میں اس کا کوئی خوف ہے لیکن جب مدمقابل کے جوابات اور دلائل کے سامنے اُنہیں اپنی بے بسی صاف نظر آتی ہے تو مختلف پینترے بدلتے ہوئے موجود دور میں اس اُمّت کے اندر شرکِ خفی پائے جانے کا اقرار کرتے ہوئے شرک اکبر کو قربِ قیامت کے ساتھ خاص قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے اور کبھی مجبور ہو کر ہمارے اس دور میں بھی شرک اکبر کے پائے جانے کے امکان کو تسلیم کرتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے کہ اگر کہیں شرک اکبر ہوا بھی تو قلیل مقدار میں ہو گا یعنی نہ ہونے کے برابر، اتنا زیادہ نہیں ہے کہ اس دور میں یہ امت مسلمہ کا (اہم) مسئلہ ہو۔ اور پھر جاہل عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے بعض احادیث کا مفہوم ومطلب بگاڑ کر یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہی تو خالص توحید ہے لیکن حقیقت میں یہ ایسی شیطانی چال ہے کہ لوگوں کے سامنے بدی بھی نیکی کے رنگ میں اس طرح پیش کی جائے کہ دلوں سے احساسِ گناہ ہی جاتا رہے۔

نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اس اُمت میں سے بھی لوگ پہلی اُمتوں کے نقش قدم پر چل کر شرک وبدعات کی گمراہی میں مبتلا ہو گئے، اس کا مشاہدہ مزارات، آستانوں اور درگاہوں پر بخوبی کیا جاسکتا ہے اور اس کو سندِ جواز بخشنے بلکہ صراطِ مستقیم قرار دینے کے لئے اس کے دل دادہ حضرات جو عذرِ گناہ تراش رہے ہیں، یہ بھی اہل علم ونظر پر مخفی نہیں ہے۔ سردست بعض حضرات کی طرف سے اپنے اس دعویٰ کے اثبات کے لئے جو بعض شبہات پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے، وہ تجزیہ سمیت ہدیہ قارئین[1] ہیں:

مغالطہ نمبر ۱

عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ احادیث میں جو یہ خبر دی گئی ہے کہ ''اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو پہلی اُمتوں کے نقش قدم پر ایسے چلیں گے جیسے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔''[2] تو اس سے مراد دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ شرک کے علاوہ باقی چیزوں میں تو یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے، البتہ شرک میں ایسا نہیں کرسکتے اور نہ ہی اس کا کوئی خوف ہے لیکن حقائق ان کے اس دعویٰ کو رد کردیتے ہیں:

① آپ ﷺ اپنی بیماری کی حالت اور زندگی کے آخری ایام میں پہلی قوموں کے اپنے انبیا و صلحا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا تذکرہ کرتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور اپنی اُمت کو ایسا کرنے سے ڈراتے اور منع فرماتے ہیں اور اسی خوف کی وجہ سے آپ ﷺ کی قبر کو کھلا نہیں چھوڑا گیا۔[3]

② مزید برآں درج ذیل حدیث میں بھی بنی اسرائیل کے شرک کا تذکرہ کرنے کے بعد اس اُمت کے لوگوں کی اس میں ان کی پیروی کرنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے:

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ قَالَ: «وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا وَيُعَلِّقُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَاءَ عَظِيمَةٍ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا

۱ ان حضرات کی جانب سے بیان کی جانے والی شرک کی تعریف اور اس کا رد، نیز اُمتِ مسلمہ میں شرک کے وجود کے حوالے سے مزید دلائل کے لیے ماہنامہ 'محدث' اکتوبر ۲۰۱۰ء اور انٹرنیٹ پر 'محدث فورم' میں سرچ کریں: 'اُمتِ مسلمہ میں شرک کا وجود'

۲ صحیح بخاری: ۷۳۲۰؛ صحیح مسلم: ۲۶۶۹

۳ صحیح بخاری: ۴۳۵، ۱۳۹۰؛ صحیح مسلم: ۵۲۹، ۵۳۱، ۵۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ آلِهَةً قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ، إِنَّهَا لَسُنَنٌ لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً»[1]

اوریہی حدیث معجم کبیر میں: "ونحن حديثو بكفر وكانوا أسلموا يوم الفتح"[2] کے الفاظ سے مروی ہے:

"ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن نئے مسلمان ہونے والے لوگ (بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے (جنگِ) حنین کی طرف نکلے اور کفار کے لئے بیری کا درخت تھا جسے 'ذات انواط' کہا جاتا تھا، جس کے پاس وہ عبادت کے لئے ٹھہرتے اور اس پر اپنا اسلحہ لٹکایا کرتے تھے، پس ہم بھی ایک بہت بڑی سرسبز وشاداب بیری کے پاس سے گزرے تو کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر کردیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم نے ایسی بات کہی ہے جیسی کہ موسیٰ کی قوم نے کہی تھی کہ ہمارے لئے ایک الٰہ مقرر کردے جیسا کہ ان کے لئے الٰہ ہیں تو موسیٰ نے کہا: یقیناً تم جاہل قوم ہو۔"

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) یاد رکھو تم لوگ ضرور بالضرور پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلوگے اور ان کا ایک ایک طریقہ (یعنی ہر ایک طریقہ) اختیار کرکے رہوگے۔

وَثن کی عبادت: اور انہی احوال وخطرات کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے:

③ «اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا لَعَنَ اللهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»[3]

شیخ عبدالحق حنفی دہلوی حدیث کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:

1 جامع ترمذی: ۲۱۸۰؛ سنن کبریٰ از امام نسائی: ۱۱۸۵؛ مسند حمیدی: ۸۴۸، مصنف عبد الرزاق: ۱۱/ ۳۶۹؛ مسند احمد: ۲۱۸/۵، واللفظ له وقال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح علىٰ شرط الشيخين، مسند احمد بتحقيقه: ۲۲۶/۳۶، طبع ثانی مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

۲ المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۲۱۸

۳ مصنف عبد الرزاق: ۸/ ۴۶۴؛ مسند احمد: ۲/ ۲۴۶؛ مسند حمیدی: ۱۰۲۵؛ التمہید از ابن عبد البر: ۲/ ۳۲۷، وقال محقق عبد الرزاق المہدی: اسنادہ لا باس بہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: «اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ»[1]

"اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا کہ لوگ اس کو پوجنے لگیں۔ پھر فرمایا: اس قوم پر خدا کا غصہ نازل ہوا جس نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنالیا۔"[2]

اور غلام رسول سعیدی بریلوی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

"اور فرمایا: "اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا جس کی عبادت کی جائے۔"[3]

علامہ طیبی اور ان سے ملا علی قاری حنفی اسی حدیث کے تحت راقم ہیں:

أي لاتجعل قبري مثل الوثن المعبود في تعظيم الناس وعودهم للزيارة إليه بعد بدئهم واستقبالهم نحوه في السجود كما نسمع ونشاهد الآن في بعض المزارات والمشاهد[4]

"اے اللہ! میری قبر کو بت کی طرح نہ بنا دینا کہ جس طرح لوگ بتوں کی تعظیم کرتے، بار بار اُن کی زیارت کرتے اور سجدوں میں ان کی طرف توجہ کرتے ہیں، جیسا کہ بعض مزارات ومشاہد کے بارے میں ہم سنتے اور دیکھتے ہیں۔

④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لاتتخذوا قبري وثنًا»[5]

"(میری اُمّت کے لوگو!) میری قبر کو بت نہ بنانا۔"

یاد رہے کہ احمد رضا خان بریلوی الزواجر عن اقتراف الکبائر (جلد اول، کتاب الصلوۃ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: «لا تتخذو اقبري و ثنا يعبد بعدي» أي لا تعظموه تعظيم غيركم لأوثانهم بالسجود له أو نحوه فإن ذلك كبيرة بل

1 التمہید از ابن عبد البر: ۲/۳۲۶، عن عطاء ابن یسار عن ابی سعید الخدری موصولا و قال المہدی: اسنادہ حسن، وفی الموطا للامام مالک، باب جامع الصلاۃ، السفر، رقم الحدیث ۵۷۰ عن عطاء مرسلا

2 مشکوٰۃ شریف مترجم: ۱/۱۶۳، از شیخ عبد الحق حنفی دہلوی، طبع محمد سعید اینڈ سنز مطبع سعیدی، کراچی

3 نعمۃ الباری: ۲/۱۹۰

4 شرح الطیبی: ۳/۹۶۰؛ مرقاۃ: ۲/۴۲۵، دوسرا نسخہ: ۲/۲۲۸

5 التمہید لابن عبد البر: ۲/۳۲۷، وقال المہدی: حدیث صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر بشرطہ

”رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے مزارِ اقدس کو پرستش کا بت نہ بنانا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی تعظیم سجدہ یا اس کے مثل نہ کرنا جیسے تمہارے اغیار بتوں کے لئے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے۔ والعیاذ باللہ [1]

⑤ اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴾ [2]

”تو دور ہو بتوں کی پالید گی سے اور بچو جھوٹی بات سے۔“

وَثن کا مفہوم: امام ابن عبد البر راقم ہیں:

”وثن بت ہے، خواہ سونے چاندی کی مورتی ہو یا کسی اور چیز کا مجسمہ۔ اللہ کے علاوہ ہر وہ چیز جس کی عبادت کی جائے، وہ وثن ہے خواہ وہ بت ہو یا کوئی اور چیز۔ عرب لوگ بتوں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنی اُمت پر خوف زدہ تھے کہ یہ بھی (ان چیزوں میں) گذشتہ اُمتوں کے نقش قدم پر نہ چل پڑیں جب ان میں کوئی نبی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کے گرداگرد عبادت کے لئے جم کر بیٹھ جاتے جیسا کہ بت کے ساتھ کیا جاتا ہے تو نبی ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ جس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی جائے، سجدہ کیا جائے اور عبادت بجالائی جائے، ان لوگوں پر اللہ کا شدید غضب نازل ہوا جنہوں نے ایسا کیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ساری اُمت کو گزشتہ امتوں کے اس فعل سے ڈرا رہے تھے جنہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھیں اور ان کو قبلہ و مسجد بنا لیا جیسا کہ بت پرست لوگوں نے بتوں کے ساتھ کیا، وہ ان کو سجدہ کرتے، اُن کی تعظیم بجالاتے تھے، اور یہ شرکِ اکبر ہے، اور نبی ﷺ اس کام میں موجود اللہ کی ناراضگی اور غضب کی (اپنی امت کو) خبر دیتے ہیں اور اس بات کی بھی کہ آپ ﷺ ان کاموں کو پسند نہیں

۱ فتاویٰ رضویہ: ۲۲/۷۶،۴، رضا فاؤنڈیشن لاہور
۲ سورۃ الحج: ۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے اور آپ ﷺ اپنی اُمت کے بارے میں فکر مند بھی تھے کہ یہ بھی یہود و نصاریٰ کی پیروی میں ان طریقوں کو نہ اپنالیں اور آپ ﷺ اہل کتاب اور کفار کی مخالفت کو پسند کرتے تھے اور آپ کو اپنی اُمت پر ان کی اتباع کا خوف بھی تھا۔ کیا تم لوگ آپ ﷺ کے اس فرمان کو نہیں دیکھتے جو عار دلانے اور ملامت کرنے کے انداز میں ہے: ''تم ضرور پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے جیسا کہ جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے حتیٰ کے ان میں سے کوئی سانڈے کے بل میں داخل ہوا تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو جاؤ گے۔''[1]

غلوّ: اور پہلی اُمتوں کی پیروی میں شرک و خرافات میں مبتلا کر دینے والی اس ناحق غلو آمیز تعظیم میں اُمت کے مبتلا ہو جانے کے خوف کی وجہ سے ہی آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

⑥ «لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ»[2]

''مجھے حد سے مت بڑھانا جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریمؑ کو حد سے بڑھا دیا تھا، میں تو صرف اس کا ایک بندہ ہوں بس تم یہی کہا کرو کہ (محمد ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۠﴾[3]

''اے محمد ﷺ! آپ ﷺ ان سے کہہ دیں کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو اور ایسی قوم کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکی ہے۔ اُنہوں نے بہت زیادہ لوگوں کو گمراہ کیا اور وہ خود بھی راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔''

۱ التمہید: ۲/۷/۳۲، دوسرا نسخہ: ۵/۴۵
۲ صحیح بخاری: ۳۴۴۵
۳ سورۃ المائدۃ: ۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ ناحق غلو ہی تو تھا کہ انبیا و صلحا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا، اُن پر عمارتیں بنائیں، عبادت خانے تعمیر کئے۔ یہ لوگ وہاں دعائیں کرتے، منتیں مانتے، نذرو نیاز پیش کرتے، چڑھاوے چڑھاتے اور حج کی طرح عرس و میلے لگاتے، ان بزرگوں اور ہستیوں کو فوق الفطرت اختیارات و صفات کا مالک سمجھتے تھے۔ اور عرب کے لوگ بھی زمانہ جاہلیت میں ایسے ہی کیا کرتے تھے اور پھر ذاتی نہیں بلکہ عطائی اختیارات و صفات ہی سمجھتے تھے اور بعض نے تو خدا ہی کہہ ڈالا، اور یہی چیزیں پہلی قوموں کی اتباع میں آج بھی لوگوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

⑦ اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ»[1]

اس حدیث کا ترجمہ شیخ عبدالحق حنفی دہلوی یوں کرتے ہیں:

"اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو البتہ مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔"[2]

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

هٰذا إشارة إلٰي سدّ مدخل التحريف كما فعل اليهود والنصارى بقبور أنبيائهم و جعلوها عيدًا و موسمًا بمنزلة الحج[3]

"اس حدیث میں تحریف کے اس دروازے کو بند کرنے کی (کوشش) کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کی قبروں کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے انہیں حج کی طرح موسم اور عید بناڈالا تھا۔"

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

ثم إجماعًا فإن أعظم المحرمات وأسباب الشرك الصلوٰة عندها

---

1 سنن ابوداؤد: ۲۰۴۲؛ مسند احمد: ۲/ ۳۶۷

2 مشکوۃ مترجم: ۱/ ۲۴۰، طبع محمد سعید اینڈ سنز، کراچی

3 حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/ ۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واتخاذها مساجدا وبناؤها عليه[1]

"اس پر اجماع ہے کہ سب سے بُری، حرام اور شرک کے اسباب میں سے مزارات کے پاس نماز پڑھنا اور ان پر مسجدیں اور عمارتیں بنانا ہے۔"

چنانچہ احمد رضا خان صاحب بریلوی 'طواف' کے متعلق راقم ہیں:

"وہ بھی مثل نماز عبادت ہے۔"[2]

آستانوں اور درگاہوں پر ہونے والے عرس و میلہ جات جس طرح حج کی مانند موسم اور عید کا منظر پیش کرتے ہیں اور پھر وہاں پر ہونے والے شرکیہ افعال و عبادات بنی اسرائیل کی طرح اس اُمّت کے لوگوں میں بھی خرافات و شرکیات در آنے پر روزِ روشن کی طرح واضح ثبوت ہیں۔ چنانچہ سلطان باہو کے مزار پر طواف بلکہ گنتی کرکے سات چکر پورے کیے جاتے ہیں اور پھر مزار پر نذر پوری کرنے، نیاز دینے، منت مانگنے اور دعا کرنے کے بعد ساتھ ہی احاطہ میں موجود بیری کے ایک بہت بڑے درخت کے نیچے بے اولاد اور اولادِ نرینہ سے محروم حضرات اپنے دامن پھیلائے گھنٹوں اس اُمید پر بیٹھے رہتے ہیں کہ جس کے دامن میں بیر کا پھل گرے گا، باباجی اسے بیٹے سے نوازیں گے اور اگر پتہ گرے گا تو بیٹی ملے گی، عرس کے دنوں میں تو چوبیس گھنٹے یہی صورتِ حال ہوتی ہے اور راقم اس کا عینی شاہد ہے۔

اور شہباز قلندر کے مزار پر تو باقاعدہ حج کیا جاتا اور اسی نیت سے اس کی طرف سفر بھی کیا جاتا ہے اور 'حج فقیر بر آستانہ پیر' کے نام سے تو کتابیں بھی موجود ہیں اور لاہور میں گھوڑے شاہ کے مزار پر تو گھوڑوں کے بت رکھے ہوئے ہیں جن کی پوجا پاٹ ہوتی ہے، بالخصوص عورتیں پیش پیش نظر آتی ہیں اور پاکپتن میں تو بہشتی دروازہ گزر کر لوگ جنت میں بھی چلے جاتے ہیں۔

دوسرا مغالطہ

اور پھر اُمّت مسلمہ میں شرک نہ پائے جانے کو ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل بھی دی جاتی

۱ روح المعانی: ۱۵/۲۳۸

۲ ملفوظات: ص ۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہوتا تھا۔ اب اگر مسلمانوں میں بھی شرک پایا جاسکتا ہے تو پھر نبوت کا دروازہ بند نہ کیا جاتا اور خصوصًا آپ ﷺ کی بعثت ہمارے اس دور میں ہونی چاہیے تھی۔ جبکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اُمّت میں شرک بھی نہیں پایا جاسکتا۔

محترم قارئین! شرک کے لئے بہانے تلاش کرنے والے حضرات کی اس نرالی منطق پر آپ تعجب کیے بغیر نہ رہ سکیں گے کیونکہ شرک کی طرح ارتداد، قتل ناحق، زنا، چوری وغیرہ دیگر جرائم سے منع کرنا اور لوگوں کی اصلاح بھی انبیاے کرام علیہم السلام کے فرائض بعثت میں شامل ہوتا تھا۔ قوم کو خاص طور پر ناپ تول میں کمی وبیشی سے منع کرنا حضرت شعیب علیہ السلام[1] کی اور اسی طرح قوم کو لواطت سے منع کرنا حضرت لوط علیہ السلام[2] کی بعثت کے اہم مقاصد میں شامل تھا تو کیا ان مفکرین مغالطہ بازی کی جانب سے اُمتِ محمدیہ میں شرک کی طرح اُمّت کے لوگوں میں پائے جانے والے دیگر جرائم کے وجود سے بھی انکار کردیا جائے گا یا پھر ان کی اصلاح کے لئے کسی دوسرے نبی کی آمد کا انتظار کیا جائے؟ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا اور شرک سمیت دیگر جرائم بھی اس اُمّت کے لوگوں میں پائے جاتے ہیں اور کوئی بھی صاحبِ علم و بصیرت اس کا انکار نہیں کرسکتا اور آپ ﷺ کے بعد دین اسلام قرآن وسنت کی صورت میں محفوظ وموجود ہے اور اس کی راہنمائی میں دین کی تبلیغ واشاعت، کافروں کو دعوتِ اسلام اور شرک سمیت تمام خرافات اور بُرائیوں سے اُمّت کی تطہیر واصلاح کی ذمہ داری انبیا کے حقیقی وارث علماے ربانی کے کندھوں پر ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ''اب دوسرا نبی نہیں تو اس اُمّت میں شرک بھی نہیں پایا جاسکتا...'' علم ودانش سے بھی خالی اور سراسر دھوکہ ہے اور لوگوں کے حالات وعقائد بھی اس کی نفی کرتے ہیں۔

1 سورۃ الشعراء:۱۶۱تا۱۷۵

2 سورۃ الشعراء:۱۷۶تا۱۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مغالطہ

اُمت مسلمہ میں شرک کے پائے جانے کا انکار کرنے والوں کی جانب سے عقبہ بن عامرؓ سے مروی اس حدیث کو... جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَإِنِّي وَاللّٰہ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا»[1]

"اور اللہ کی قسم! بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تم پر یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔"[2]

پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ اُمّت مسلمہ کے لوگوں میں شرک نہیں پایا جا سکتا اور نہ ہی اس کا کوئی خوف ہے لیکن یہ حدیث ان حضرات کے مفاد پر ہرگز دلالت نہیں کرتی کیونکہ دوسرے دلائل[3] اور اُمّت کے حالات کو سامنے رکھیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اُمّت مسلمہ مجموعی طور پر مشرک نہیں ہو گی، البتہ ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو شرک کے مرتکب ہوں گے۔

فقہا و علما کا موقف

(الف) علامہ عینی حنفی اس حدیث کے بارے میں راقم ہیں:

قوله «ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي» معناه علىٰ مجموعكم لأن ذلك قد وقع من البعض والعياذ بالله تعالىٰ[4]

(ب) ملا علی القاری حنفی راقم ہیں:

«وإني لست أخشى عليكم» أي علىٰ مجموعكم «أن تشركوا بعد»

---

۱ صحیح بخاری: ۱۳۴۴؛ صحیح مسلم: ۲۲۹۶؛ مسند احمد: ۱۴۹/۴

۲ ترجمہ از غلام رسول سعیدی صاحب، نعمۃ الباری: ۵۱۰/۳، طبع اوّل

۳ ان دلائل کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: ماہنامہ محدث اکتوبر ۲۰۱۰ء اور انٹرنیٹ پر محدث فورم میں 'اُمّتِ مسلمہ میں شرک کا وجود'

۴ عمدۃ القاری: ۲۱۶/۶، دار الفکر بیروت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لأن ذلك قد وقع من بعض[1]

(ج) علامہ ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں:

أي ما أخاف على جميعكم الاشراك بل على مجموعكم لأن ذلك قد وقع من البعض[2]

(د) حافظ ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں:

"قوله «ما أخاف عليكم أن تشركوا» أي على مجموعكم لأن ذلك قد وقع من البعض أعاذنا الله تعالیٰ"[3]

(ھ) ان تمام عبارات کا ترجمہ ایک جیسا ہی ہے جو کہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب بریلوی کی درج ذیل عبارت میں آجاتا ہے:

''آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم مجموعی طور پر مشرک ہو جاؤ گے، اگرچہ بعض مسلمان مشرک ہو گئے، العیاذ باللہ''[4]

حدیثِ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کے تناظر میں

محترم قارئین! عقبہ بن عامرؓ سے مروی اس مذکورہ بالا حدیث کو عمرو بن عوف انصاریؓ سے مروی درج ذیل حدیث کے تناظر میں بھی دیکھیں اور ان دونوں حدیثوں کا اُسلوب بھی بالکل ایک جیسا ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَوَ اللهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا»[5]

''اللہ کی قسم! مجھے تم پر یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم فقیر بن جاؤ گے لیکن مجھے تم پر یہ خطرہ

١ مرقاۃ: ١١/ ١٠٤، دوسرا نسخہ: ١١/ ٢٣٧

٢ ارشاد الساری: ٢/ ٤٤٠، طبع ١٩٨٨ء بیروت

٣ فتح الباری: ٢/ ٢٧١

٤ نعمۃ الباری: ٣/ ٥١٤، طبع اوّل

٥ صحیح بخاری: ٣١٥٨؛ صحیح مسلم: ٢٩٦١

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے گی۔''

تو کیا کوئی صاحبِ علم و بصیرت اس حدیث کی بنا یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اُمّتِ مسلمہ میں فقر و تنگ دستی نابود ہے، کوئی مسلمان فقیر و تنگ دست نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا خطرہ اور اندیشہ ہے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے: ''مجھے تم پر تنگ دستی کا خوف نہیں ہے۔'' لیکن کوئی بھی عقل مند ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اُمت کے اندر فقر و فاقہ اور اس میں مبتلا فقیر لوگ موجود ہیں بلکہ ذلّت آمیز غربت اور ہلاکت خیز تنگ دستی بھی موجود ہے حتیٰ کہ اس وجہ سے خودکشی کے واقعات بھی بکثرت ہو چکے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ تو کیا یہ مفکرین مغالطہ بازی اُمت مسلمہ میں فقر و تنگ دستی اور غریب لوگوں کے وجود کا بھی انکار کر دیں گے؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث میں تو اُمّت کے مجموعی طور پر فقر و تنگ دستی میں مبتلا نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے کہ مسلمان مالدار بھی ہوں گے اور فقیر و تنگ دست بھی البتہ ایسے نہیں ہو سکتا کہ ساری اُمت ہی فقیر و تنگ دست ہو جائے۔

اسی طرح شرک کے معاملے میں بھی ساری کی ساری اُمّت مسلمہ کے مجموعی طور پر مشرک نہ بننے کے بارے میں عدم خوف کا اظہار کیا گیا ہے کہ اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شرک میں مبتلا ہو جائیں گے اور ایسے بھی کہ جو توحید پر قائم رہیں گے، جیسا کہ علامہ عینی حنفی، ملا علی قاری حنفی، علامہ قسطلانی، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور غلام رسول سعیدی بریلوی کی تصریحات بیان ہو چکی ہیں۔[1] بلکہ آخر الذکر غلام رسول صاحب سعیدی بریلوی نے (دوسرے دلائل کے تناظر میں) حدیث کا ترجمہ ہی یوں کیا ہے:

---

1 یہی مفہوم و مطلب سنن ابن ماجہ (۴۲۰۵) وغیرہ میں مروی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اس روایت کا ہے جس میں مسلمانوں کے سورج، چاند اور بت کی پوجا کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ بھی یاد رہے کہ سند کے لحاظ سے اس روایت کی شداد رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت بھی ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ماہنامہ 'محدث' جون ۲۰۱۱ء میں 'روایت شداد بن اوس اور شرک اکبر کا وجود' از راقم اور محدث فورم پر سرچ کریں: 'ملتِ اسلامیہ میں شرک اکبر کا وجود اور روایت شداد بن اوسؓ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ کی قسم بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ تم [سب] مشرک ہو جاؤ گے۔''[1]

اور ان سب نے یہ گواہی بھی دی ہے کہ اس اُمت کے لوگوں میں بھی شرک واقع ہو چکا ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَايَقْبَلُ اللهُ مِنْ مُشْرِكٍ أَشْرَكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ»[2]

''اللہ تعالیٰ مشرک سے جو اسلام قبول کرنے کے بعد شرک کرے، کوئی عمل قبول نہیں فرماتے، یہاں تک کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ نہ مل جائے۔''

یہ حدیث بھی مسلمان لوگوں کے شرک میں مبتلا ہو جانے کے بارے میں نص صریح ہے اور ''اسلام قبول کرنے کے بعد شرک کرے'' اس بات پر واضح دلیل ہے کہ ''یہاں تک کہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ مل جائے'' سے مراد یہ ہے کہ شرکیہ عقائد و اعمال اور طور طریقے چھوڑ کر اسلامی عقائد و اعمال کو اپنا لے، اور ''اسلام لانے کے بعد شرک کرنے والے کے کسی عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے'' اس بارے میں واضح ہے کہ یہاں شرکِ اکبر اور اس کے مرتکب لوگوں کی بات ہو رہی ہے کیونکہ شرکِ اکبر پر موت کی صورت میں انسان کے باقی تمام اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔[3]

جبکہ شرکِ اصغر کی صورت میں وہی عمل ضائع ہو گا جس میں اس کی آمیزش ہو گی نہ کہ باقی بھی تمام اعمال۔ اور مسلمان لوگوں کے شرک میں مبتلا ہونے کے بارے میں درج ذیل آیتِ کریمہ بھی نص صریح ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾﴾[4]

---

۱ نعمۃ الباری: ۳/۵۱۰، طبع اوّل

۲ سنن ابن ماجہ: ۲۵۳۶

۳ الانعام: ۸۸، الزمر: ۶۵

۴ سورۃ یوسف: ۱۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی شرک ہی کرتے ہیں۔''[1]

چوتھا مغالطہ

اُمتِ مسلمہ میں شرک نہ پائے جانے کے اپنے من چاہے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے عبدالرحمن بن غنم سے مروی ایک طویل روایت بھی بیان کی جاتی ہے جس میں وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ

''شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کی جائے۔''[2]

اور اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ»[3]

اور یہ حدیث مسند احمد (۳/ ۳۸۴) میں "المسلمون" کے لفظ سے بھی مروی ہے۔ لیکن یہ حدیث بھی ان حضرات کے اس دعویٰ باطلہ کی تائید کرنے سے قاصر ہے۔ نمازی اور مسلمان کے الفاظ سے ان حضرات کا یہ استدلال ہے کہ ''شیطان کو یہ مایوسی صرف جزیرہ عرب کے لحاظ سے ہی نہیں ہوئی بلکہ پوری دنیا کے لحاظ سے ہوئی ہے۔''

لیکن یہ دعویٰ سراسر کم علمی اور مغالطہ آرائی ہے کیونکہ اُصولِ فقہ کا معروف اُصول ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے اور اس حدیث میں جزیرہ عرب حتی کہ مکہ مکرمہ کی بھی قید موجود ہے اور پھر شیطان کی اس مایوسی کا بھی ایک خاص پس منظر ہے۔ یہ اور اس معنیٰ کی احادیث مختلف قیود کے ساتھ ہی ذکر ہوئی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

1. ترجمہ از مولانا غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن: ۵/ ۸۷۵، طبع رابع، ستمبر ۲۰۰۵ء
2. مسند احمد: ۴/ ۱۲۶؛ حلیۃ الاولیاء: ۱/ ۲۶۹؛ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۴۶۱، مؤسسۃ الرسالۃ وقال محقق شعیب الارنؤوط: اسنادہ ضعیف لضعف شہر ابن حوشب
3. سنن ترمذی: ۱۹۳۷؛ مسند احمد: ۳/ ۳۱۳، ۳۵۴، ۳۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) جزیرہ عرب

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی یہی حدیث صحیح مسلم میں 'جزیرہ عرب' کی قید کے ساتھ مروی ہے، جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ»[1]

"یقیناً شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن وہ تمہارے درمیان شر انگیزی کرے گا۔"

اور 'حلیۃ الاولیا' (۸/ ۲۸۲، رقم ۱۲۲۰۸) میں یہی حدیث بأرضکم ھذہ کے الفاظ سے بھی مروی ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی بأرضکم ھٰذہ کے الفاظ کی قید کے ساتھ مروی ہے۔[2]

(ب) حجۃ الوداع

اور پھر مزید یہ بھی کہ یہ حدیث حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کا ایک حصہ ہے۔ حضرت ابو حرہ رقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَذُودُ عَنْهُ النَّاسَ فَقَالَ:...»

"میں ایام تشریق کے درمیانی دن (یعنی ۱۲ ذوالحجہ کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے، لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہٹا رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پھر خطبہ بیان فرماتے ہیں جس میں یہ الفاظ بھی ہیں) «ألا إن الشيطان قد أيس أن يعبده المصلّون»[3]

اور سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے خطاب میں فرمایا:

---

۱ صحیح مسلم: ۲۸۱۲

۲ مسند احمد: ۲/ ۳۶۸؛ حلیۃ الاولیا: ۷/ ۹۱، الرقم ۹۷۵۸؛ شعب الایمان للبیہقی: ۵/ ۴۵۶، الرقم ۶۸۷۸

۳ مسند احمد: ۵/ ۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قد يئس الشيطان أن يعبد بأرضكم ولكن رضى أن يُطاع فيما سوٰى ذلك مما تحاقرون من أعمالكم"[1]

"شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے، تاہم اسے خوشی ہے کہ تم اپنی دانست میں چھوٹے اعمال میں اس کے پیروی کروگے۔"

(ج) شہر مکہ

عمرو بن احوص فرماتے ہیں: سمعت النبي ﷺ يقول في حجة الوداع

"میں نے نبی ﷺ کو سنا، آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمارہے تھے (پھر اس موقع پر دیا جانے والا خطبہ بیان فرماتے ہیں جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) «ألا إنّ الشيطان قد أيس أن يعبد في بلدكم هذا أبدا»[2]

اور ملا علی قاری حنفی راقم ہیں:

«في بلدكم هذا» أى مكة «أبدًا» أي علانية[3]

قارئین کرام! جزیرہ عرب میں کفر کا زور ٹوٹ چکا تھا، اللہ کا قانون عملاً نافذ اور توحید کا غلبہ تھا، آستانے اُجڑ گئے، شرک کے اڈّے برباد ہوگئے اور ان کے نشانات کو خاک میں ملا دیا گیا تو نبی کریم ﷺ کی زیر قیادت مکہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر توحید سے لبریز اور ایمان میں مضبوط صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عظیم الشان اجتماع اسلام کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت تھا اور دوسری طرف ابلیس لعین کی ناکامی اور بے بسی تھی اور ان پاکباز ہستیوں کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسا کر زمانہ جاہلیت کی طرح اس علاقے میں پھر سے کفر و شرک کا غلبہ و تسلط قائم کرنے اور اُمت محمدیہ کو مجموعی طور پر شرک میں مبتلا کر دینے کی ابلیس لعین کو کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی تھی اور اس کی سوچ پر مایوسی کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے تو اس موقع پر آپ ﷺ نے شیطان کی ا

---

۱ مستدرک حاکم، رقم ۳۲۱، دوسرا نسخہ ۱/۹۳

۲ سنن ابن ماجہ: ۳۰۵۵؛ سنن کبریٰ از امام نسائی: ۱۱۲۱۳؛ سنن ترمذی: ۲۱۵۹

۳ مرقاۃ: ۵/۵۷۴، دوسرا نسخہ: ۵/۳۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کی اسی ذہنی کیفیت ومایوسی کو بیان کیا ہے کہ اس وقت اس کی حالت یہ ہے، چنانچہ حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

إنه يئس أن يجتمعوا كلهم علي الكفر الأكبر[1]

"شیطان اس بات سے مایوس ہوا ہے کہ (اس اُمت کے) سب (لوگ) کفر اکبر پر جمع ہو جائیں۔"

تطبیق احادیث

شیخ محمد بن صالح العثیمین "قبیلہ دوس کی عورتوں کے ذی الخلصۃ کا طواف کرنے" اور "شیطان کے جزیرہ عرب میں اپنی عبادت سے مایوسی" ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن يأس الشيطان أن يعبد في جزيرة العرب لا يقتضى عدم الوقوع لأنه لا يعلم الغيب، فالشيطان لما رأى تخليص الجزيرة من الشرك وتوطيد دعائم التوحيد ظن أن لا شرك في الجزيرة بعد هذا ولكن النبي ﷺ الذي ينطق بالوحى من الله تعالىٰ أخبر أنه سيكون ذلك. نیز راقم ہیں:

يأس الشيطان أن يعبد في جزيرة العرب لا يدل علىٰ عدم الوقوع لأنه لما حصلت الفتوحات و قوي الإسلام و دخل الناس في دين أفواجًا أيس أن يعبد سوى الله في هذه الجز يرة فالحديث خبرعما وقع في نفس الشيطان ذلك الوقت ولكنه لا يدل على انتفائه في الواقع[2]

"شیطان کی اپنی عبادت سے مایوسی اس کے عدم وقوع پر دلالت اور اس کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ جب فتوحات (عام) ہوئیں، اسلام مضبوط ہو گیا، لوگ فوج در فوج

۱ مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ: ۴/ ۴۸۷، ۴۸۲

۲ مجموع فتاویٰ ورسائل ابن عثیمین: ۲/ ۲۰۴، ۲۰۵، طبع ۱۴۱۳ھ دار الوطن، دار الثریا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں داخل ہوگئے اور شیطان نے جزیرہ عرب کو شرک سے پاک اور (اس میں) توحید کے ستونوں کو مضبوط دیکھا تو (ان احوال کے پیش نظر اس نے) یہ گمان کیا کہ اس کے بعد جزیرہ عرب میں شرک نہیں ہوگا اور اللہ کے سوا اپنی عبادت سے مایوس ہوگیا تو اس حدیث میں شیطان کے دل میں واقع ہونے والی اس مایوسی کی خبر دی گئی ہے لیکن یہ حقیقت میں شرک کی نفی پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ہی وہ غیب جانتا تھا، لیکن نبی ﷺ جو وحی کے مطابق بولتے ہیں، آپ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ عنقریب شرک واقع ہوجائے گا۔"

جزیرہ عرب میں شرک

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ»[1]

"قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتوں کے سرین ذوالخلصۃ پر حرکت کریں گے، ذوالخلصۃ دوس قبیلے کا طاغوت (بت) تھا جس کی وہ زمانۂ جاہلیت میں عبادت کرتے تھے۔"

سرین ہلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس بت کا طواف اور اس کی بندگی کریں گی۔

ذوالخلصۃ کا تعین اور محل وقوع: زمانہ جاہلیت میں ذوالخلصۃ نام سے دو بت معروف اور پوجے جاتے تھے۔ ایک تو یمن میں قبیلہ خثعم وغیرہ کا معبود تھا جسے کعب یمانیہ اور کعب شامیہ بھی کہا جاتا تھا اور اسے جریر بن عبد اللہؓ نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے توڑ کر جلا ڈالا تھا۔[2]

دوسرا دوس وغیرہ کا بت تھا۔ ابوہریرہؓ سے مروی مندرجہ بالا حدیث میں یہی مراد ہے، دوس ابوہریرہؓ کا قبیلہ تھا اور یہ دوس بن عدثان بن عبد اللہ بن زہران کی طرف منسوب تھے اور

1 صحیح بخاری:۷۱۱٦؛ صحیح مسلم:۲۹۰٦؛ مسند احمد:۲/۲۷۱

2 صحیح بخاری، المغازی، باب غزوۃ ذي الخلصۃ:۲/٦۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا نسب ازد تک پہنچتا ہے۔ اس بت کو عمرو بن لحی نے مکہ کے نشیبی علاقے میں نصب کیا تھا:
وکانوا یلبسونه القلائد ویجعلون علیه بیض النعام ویذبحون عنده ''اور یہ لوگ اس کو قلادے پہناتے، شتر مرغ کے انڈے چڑھاوے چڑھاتے اور اس کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے۔''[1]

شیخ یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الوابل لکھتے ہیں:

فأما صنم دوس فهو المراد في هذا الحديث ولا يزال مكان هذا الصنم معروفًا إلى الآن في بلاد زهران (جنوب الطائف) في مكان يقال له (ژوق) من بلاد دوس و يقع ذوالخلصة قريبًا من قرية تسمى رمس وكان ذوالخلصة يقع فوق تل صخري مرتفع يحده من الشرق شعب ذى الخلصة ومن الغرب تهامة[2]

''اس حدیث میں مراد قبیلہ دوس والا بت ہی ہے اور اس بت کا مقام آج بھی معروف ہے جو طائف کے جنوب میں زہران کے علاقے میں ژوق نامی بستی میں ہے جہاں قبیلہ دوس کی آبادی تھی، ذوالخلصۃ اس گاؤں کے قریب ہے جس کا نام رمس ہے۔ اور یہ ذوالخلصۃ ایک بلند چٹانی ٹیلے پر واقع تھا جس کے مشرق میں ذی الخلصۃ کی گھاٹیاں اور مغرب میں تہامہ ہے۔''

نیز رقم طراز ہیں:

وقد وقع ما أخبر به النبي ﷺ في هذا الحديث، فإن قبيلة دوس وماحولها من العرب قد افتتنوا بذى الخلصة عند ما عاد الجهل إلى تلك البلاد، فأعادوا سيرتها الأولىٰ، و عبَدوها من دون الله، حتى قام الشيخ محمد بن عبد الوهاب رحمه الله بالدعوة إلى التوحيد، وجدّد ما اندرس من الدين وعاد الإسلام إلى جزيرة العرب فقام

1 فتح الباری: ۸/۸۹

2 اشراط الساعۃ: ص ۱۶۱ طبع محرم ۱۴۲۳ھ، دار ابن الجوزی، السعودیۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الإمام عبد العزیز بن محمد بن سعود رحمه الله، و بعث جماعة من الدعاة إلیٰ ذی الخلصة فخربوها وهدموا بعض بنائها ولما انتهي حکم آل سعود علی الحجاز في تلك الفترة، عاد الجهال إلی عبادتها مرة أخری، ثم لما استولیٰ الملك عبد العزیز بن محمد بن عبد الرحمٰن آل سعود رحمه الله علی الحجاز أمر عامله علیها فأرسل جماعة من جیشه فهدموها وأزالوا أثرها، ولله الحمد والمنة[1]

”نبی کریم ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث میں جس بات کی خبر دی تھی وہ واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ جب ان بلاد میں دوبارہ جہالت لوٹ آئی۔ تو قبیلہ دوس اور اس کے ارد گرد بسنے والے عرب ذی الخلصۃ کے فتنے میں دوبارہ مبتلا ہو گئے۔ اس وقت یہ لوگ اپنی پرانی روش پر گامزن ہو گئے اور اللہ کے سوا اس کی عبادت شروع کر دی تھی یہاں تک کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب توحید کی دعوت لے کر اُٹھے اور انہوں نے مٹے ہوئے دینی شعائر کی تجدید فرمائی اور اسلام جزیرہ عرب میں دوبارہ لوٹ آیا۔ پس عبد العزیز بن محمد بن سعود کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے ذی الخلصۃ کی جانب داعیوں کی ایک جماعت روانہ فرمائی جنہوں نے اسے تاراج کر دیا اور اس کی بعض عمارتوں کو ڈھا ڈالا پھر جب اس مدت میں جس میں حجاز کی باگ ڈور آل سعود کے ہاتھ سے نکل گئی تو جاہلوں نے دوبارہ اس کی عبادت شروع کر دی اور پھر اس کے بعد جب عبد العزیز بن عبد الرحمٰن آلِ سعود کا حجاز پر قبضہ ہوا تو اُنہوں نے وہاں کے گورنر کو حکم دیا اور اپنی فوج کی ایک جماعت بھی روانہ فرمائی جس نے اسے ڈھا دیا اور اس کے نشانات کو مٹا ڈالا۔“

مذکورہ بالا احادیث کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ ملت اسلامیہ میں شرک کے ناممکن ہونے کا دعویٰ درست نہیں۔ ان تمام احادیث میں جزیرہ عرب، حجۃ الوداع اور شہر مکہ وغیرہ کی قیود موجود ہیں، حتیٰ کہ زمانہ قریب کے علما کی شہادتوں سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ جزیرہ عرب میں

1 أشراط الساعۃ للوابل، ص ۱۶۲ طبع محرم ۱۴۲۳ھ، دار ابن الجوزی، السعودیۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقتاً فوقتاً شرک واقع ہوتا رہتا ہے، لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ فرما دیتے ہیں۔

پانچواں مغالطہ

اسی طرح ان حضرات کی طرف سے سیدنا حذیفہؓ سے مروی درج ذیل حدیث بھی بیان کی جاتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن ما أتخوف عليكم رجل قرأ القرآن حتى إذا رئيت بهجته عليه وكان ردئا للإسلام غيره إلىٰ ما شاء الله فانسلخ منه ونبذه وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف ورماه بالشرك، قال: قلت يا نبي الله! أيهما أولى بالشرك: المرمي أم الرامي؟ قال: بل الرامي»[1]

"بلا شبہ میں تم پر ایسے آدمی سے خوف زدہ ہوں جس نے قرآن پڑھا، یہاں تک کہ جب اس پر اس کی رونق نظر آنے لگی اور وہ اسلام کا مددگار تھا تو اللہ تعالیٰ نے جس طرف چاہا اس کو پھیر دیا، پس وہ اس سے نکل گیا اور اس نے اُس کو پس پشت پھینک دیا اور اپنے پڑوسی پر تلوار سے حملہ کر دیا اور اس پر شرک کی تہمت لگا دی، تو میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! ان دونوں میں سے شرک کے زیادہ لائق کون ہے جس پر تہمت لگائی گئی یا کہ تہمت لگانے والا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تہمت لگانے والا۔"

محترم قارئین! اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ اس میں کہیں بھی اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں ہے کہ اس اُمت میں شرک نہیں پایا جا سکتا۔ البتہ یہاں تو ایسے بے گناہ انسان جو شرک میں مبتلا نہیں ہے، پر شرک کی تہمت لگانے اور اس بنا پر اس پر حملہ کرنے والے کی مذمت ہے اور ظاہر ہے کہ کسی بے گناہ پر تہمت لگانا اور بہتان بازی غلط ہے اور اس کے حق میں کوئی بھی نہیں ہے بلکہ تہمت لگانے والا خود مجرم ہے لیکن یہاں یہ کہاں سے نکلا کہ

1 الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: ۱/۲۴۸ رقم ۸۱؛ مسند بزار رقم ۱۷۵؛ مجمع الزوائد: ۱/۴۴۶ رقم ۸۹۰ دوسرا نسخہ ۱/۱۸۸؛ تفسیر ابن کثیر سورۃ الاعراف تحت الآیۃ ۱۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اُمت میں شرک پایا ہی نہیں جاسکتا اور جس میں واقعتاً شرک پایا جاتا ہو، وہ بھی مشرک نہیں ہے۔ بلکہ ان حضرات کے دعویٰ کے برخلاف یہ حدیث تو لوگوں میں شرک کے پائے جانے اور ایسے لوگوں کے مشرک ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس حدیث کے مطابق تو جس پر تہمت لگائی گئی یا پھر تہمت لگانے والا، ان دونوں میں سے ایک مشرک ہے لہٰذا ان لوگوں کا یہ دعویٰ کہ اس امت کے لوگوں میں شرک نہیں پایا جاسکتا ان کی اپنی اس پیش کردہ دلیل سے ہی باطل ٹھہرا۔[1]

اور پھر سیدنا حذیفہؓ سے مروی یہ حدیث حافظ قوام السنة ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل تیمی اصبہانی (المتوفی ۵۳۵ھ) کی کتاب الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة' میں بھی موجود ہے اور اس میں شرک کے بجائے کفر کے الفاظ ہیں: «رمىٰ جاره بالكفر وخرج عليه بالسيف» ''اس نے اپنے پڑوسی پر کفر کی تہمت لگائی اور اس پر تلوار کے ساتھ حملہ کردیا۔'' تو میں نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ! "أيهما أولىٰ بالكفر: الرامي أو المرمي؟" ''ان دونوں میں سے کفر کے زیادہ لائق کون ہے تہمت لگانے والا یا جس پر تہمت لگائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «بل الرامي» بلکہ تہمت لگانے والا (کفر کے زیادہ لائق ہے)۔

اور اس مضمون کی اور بھی احادیث مروی ہیں، ایک میں عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ»[2]

''جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہے، تو ان دونوں میں سے ایک کفر کے ساتھ لوٹے گا۔ اگر وہ واقعتاً ایسا ہے تو (کفر اسی پر رہے گا) ورنہ یہ کافر کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔''

برصغیر کے اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مسلمانوں پر تعین کرکے کفر کی تہمت لگانے والے اور حملے کرنے والے کون ہیں، فتاویٰ رضویہ، حسام الحرمین، تمہید الایمان، ملفوظات اور

---

۱ ۲/ ۴۳۲، دوسرا نسخہ: ۲/ ۴۳۵، طبع ثانی ۱۹۹۹ء، دار الرایۃ، الریاض

۲ صحیح مسلم: ۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکامِ شریعت وغیرہ کتب اس پر واضح ثبوت ہیں کہ رامي کون ہیں۔

چھٹا مغالطہ

اور پھر مختلف پینترے بدلتے ہوئے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ " اس اُمّت میں شرک ہوا بھی تو وہ قربِ قیامت ہو گا۔ البتہ ہمارے اس زمانے میں نہیں ہو سکتا اور نہ ابھی ایسے حالات آئے ہیں کہ اس اُمّت کے لوگ شرک میں مبتلا ہو جائیں اور یہ کہ وہ تمام نصوص جن میں اس اُمت کے لوگوں میں بھی شرک کے پائے جانے کی پیش گوئی اور دلالت ہے، صرف قربِ قیامت سے تعلق رکھتی ہیں کہ "جس وقت جہالت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہو گی اور مسلمان لا إله إلا الله کے سوا دین کی کوئی بھی بات نہ جانتے ہوں گے اور یہ کہیں گے کہ یہ کلمہ بھی ہم نے اپنے بڑوں سے کبھی سنا تھا۔"[1]"

قارئین! ریت کی دیوار سے بھی زیادہ کمزور یہ دعویٰ بھی حقائق کی دنیا میں اپنے وجود کو برقرار رکھنے کی اپنے اندر سکت نہیں رکھتا۔ قربِ قیامت کے لوگوں میں جہالت اور شرک کے پائے جانے اور اس کے دلائل کے بارے میں تو دو رائے ہیں ہی نہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے پہلے اس اُمّت کے لوگوں میں شرک نہیں پایا جا سکتا اور یہ کہ اس دور میں شرک اس امّت کے لوگوں کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر کہیں ہوا بھی تو اتنا قلیل کہ نہ ہونے کے برابر۔

دراصل یہ دعویٰ فرمان نبوی کے اسالیب کو نہ سمجھنے کی بنا پر کیا جاتا[2] ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان "اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخلصة کے طواف کریں گی۔"[3]" کا مطلب درحقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد اور

١ سنن ابن ماجہ:٤٠٤٩، مستدرک حاکم:٥/٦٦٦ رقم ٨٥٠٥

٢ اسی نکتہ کی مزید وضاحت کے لئے محدث میں شائع شدہ مضمون 'پندرھویں صدی اور شرک وجہالت کے اندھیرے' از حافظ عطاء الرحمن علوی شائع شدہ شمارہ ٣٥٦، جولائی ٢٠١٢ کا صفحہ نمبر ٦٤ تا ٦٧ ملاحظہ کریں۔

٣ صحیح بخاری:٧١١٦؛ صحیح مسلم:٢٩٠٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت سے پہلے اس کام کا واقع ہونا ناگزیر ہے اور اس کے واقع ہونے سے پہلے قیامت قائم نہیں ہو سکتی، البتہ اپنے اپنے اس مقررہ وقت پر وہ تمام چیزیں ظاہر ہوئی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتیں رہیں گی جو وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے طے ہے اور اس کی وضاحت ابوہریرہؓ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ»[1]

"قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ (مسلمانوں کی) دو عظیم جماعتوں کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوگی اور دونوں کا دعویٰ بھی ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ تیس دجال و کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

اس حدیث میں جنگِ صفین کے بارے میں خبر دی گئی ہے اور یہ جنگ آپ ﷺ کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین واقع بھی ہو چکی ہے تو کیا اُمّتِ مسلمہ میں شرک کو صرف قربِ قیامت کے ساتھ خاص قرار دینے والے یہ حضرات صدرِ اوّل میں جنگِ صفین کے واقع ہونے کا انکار کر کے اس حدیث کو بھی قربِ قیامت کے آخری لمحات کے ساتھ ہی خاص کر ڈالیں گے؟ اور کیا مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، مختار ثقفی اور مرزا قادیانی جیسے کذابوں، دجالوں کا وجود و ظہور اور اُن کے فتنوں کا پھیل جانا بھی ان حضرات کے نزدیک ابھی تک نہیں ہوا ہو گا؟ کیونکہ منصب نبوت و رسالت کے جھوٹے دعوؤں اور عوام کے ان سے متاثر ہو کر ان فتنوں میں مبتلا ہونے کے لیے جو جہالت درکار ہے، شاید یہ بھی ان حضرات کے نزدیک ابھی تک ممکن نہ ہوئی ہو؟ قارئین کرام جب باقی چیزوں کا انکار نہیں اور نہ ہی اُنہیں قربِ قیامت کے ساتھ خاص قرار دیا جاتا ہے تو پھر اس امت میں شرک کے پائے جانے کا

1 صحیح بخاری: ۳۶۰۹، ۷۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسے قرب قیامت کے ساتھ خاص کیا جا سکتا ہے۔ اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث میں تو کذابوں، دجالوں کے ساتھ ساتھ اُمت کے لوگوں کے شرک میں مبتلا ہو جانے کی پیشین گوئی بھی موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وإنما أخاف على أمتي الأئمة المضلمين وإذا وضع السيف في أمتي لم يرفع عنها إلىٰ يوم القيامة ولا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين وحتى يعبدوا الأوثان وانه سيكون في أمتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي ولا تزال طائفة من أمتي على الحق»[1]

”مجھے اپنی امت پر گمراہ کن ائمہ کا خوف ہے اور جب میری امت میں ایک بار تلوار چل پڑی تو قیامت تک اُٹھائی نہیں جائے گی، اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک میری اُمت میں سے قبائل مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں اور عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا یہی گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔“

اور یہی حدیث درج الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِيْ أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُضِلِّينَ وَسَتَعْبُدُ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ وَسَتَلْحَقُ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَإِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَّالِينَ كَذَّابِينَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَنْ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ

[1] سنن ابی داود: ۴۲۵۲؛ مسند احمد: ۲۷۸/۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ عَزَّ وَجَلَّ»[1]

”اور جب میری امت میں تلوار چل پڑی تو پھر قیامت تک اُٹھائی نہیں جائے گی (یعنی ہمیشہ چلتی رہے گی) اور بلا شبہ مجھے اپنی اُمت کے بارے میں (سب سے زیادہ) گمراہ کن لیڈروں کا خوف ہے اور عنقریب میری اُمّت میں سے قبائل بتوں کی پوجا کریں گے اور عنقریب میری اُمت میں سے قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور بلاشبہ قیامت سے پہلے تقریباً تیس دجال وکذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا یہی گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ اور میری اُمّت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کی مدد کی جائے گی۔“

آپ ﷺ اپنی اُمت پر گمراہ کن ائمہ سے خوف زدہ ہیں اور ساتھ ہی اُمت میں سے قبائل کے شرک میں مبتلا ہو جانے کی پیشین گوئی بھی موجود ہے اور قبائل کا شرکیہ عقائد و اعمال اپنانا اور اَوثان کی پوجا و عبادت کرنا لوگوں میں شرک کے پائے جانے کا واضح ثبوت ہے جس میں لوگوں کے مبتلا ہو جانے کا آپ ﷺ کو خوف تھا۔ کیا ان اصحاب کے نزدیک شرک گمراہی نہیں یا پھر گمراہی کا نام صراطِ مستقیم رکھ لینے سے اور عقیدہ توحید کے نام پر شرک کی پشت پناہی سے گمراہی اور شرک اُمت سے نابود ہو جاتے یا قربِ قیامت کے ساتھ خاص ہو جاتے ہیں؟ کہ اس دور میں جو دل چاہے کرتے ہیں خالص توحید ہی توحید ہے اور شرک کا تو خوف ہی نہیں؟

ساتواں مغالطہ

عوام کو شبہات میں ڈالتے ہوئے یہ مغالطہ بھی دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتا، دیکھتا، قدرت رکھتا اور مدد کرتا ہیں وغیرہ۔ جبکہ مخلوق بھی یہ کام کرتی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ حفیظ، علیم، رؤوف اور رحیم وغیرہ صفاتی ناموں سے متصف ہیں اور انسانوں کے لئے بھی یہ نام استعمال ہوتے ہیں جب یہ شرک نہیں ہے تو پھر مخلوق کے لئے داتا گنج بخش، غوث اعظم، دستگیر، مشکل کشا اور حاجت روا وغیرہ ناموں سے پکارنا اور ان صفات و اختیارات کا مالک سمجھنا بھی شرک

1 سنن ابن ماجہ: ۳۹۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔

لیکن ان حضرات کی یہ باتیں بھی دھوکہ دہی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، مخلوق کی صفات و اختیارات، تحت الاسباب، وسائل و ذرائع کی محتاج اور محدود ہیں۔ مخلوق کے دیکھنے اور سننے کی صلاحیت ایک خاص مسافت تک ہے۔ پردے اور دیوار کے پیچھے اور اپنی طاقت سے زیادہ مخلوق نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی سننے کی طاقت ہے۔ انسان اسباب کے محتاج ہیں، اس سے بڑھ کر کسی کی مدد تو درکنار اپنا فائدہ بھی نہیں کر سکتے۔ الغرض تمام صفات میں مخلوق کی یہی کیفیت ہے جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی تمام صفات و اختیارات میں نہ تو اسباب کے محتاج ہیں اور نہ ہی کسی مخصوص فاصلے تک محدود کہ اس سے آگے اللہ تعالیٰ دیکھ اور سن نہ سکتے ہوں یا مدد نہ کر سکتے ہوں جبکہ ان حضرات کی طرف سے مخلوق کو ان صفات میں فوق الاسباب اختیارات کا مالک سمجھ کر ہی پکارا جاتا اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے، اگرچہ 'عطائی' کا حیلہ کر کے دل کو بہلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دور و نزدیک سے ہر ایک کو دیکھتے اور سنتے ہیں، ہر زبان میں، ہر وقت اور ہر کسی کی سنتے ہیں، مدد کرتے ہیں اور یہ حضرات جن ہستیوں کو داتا، مشکل کشا، غوث اعظم اور دستگیر مانتے ہیں، ان میں خدا کی طرح ہی ان صفات کو فوق الاسباب اور غیر محدود مانتے ہیں اور اُنہیں دور و نزدیک ہر جگہ، ہر وقت اور ہر کسی کو دیکھنے، سننے والا اور مدد کرنے والے سمجھ کر ہی مشکل کشائی، حاجت روائی اور دستگیری کے لیے اُنہیں فوق الاسباب طاقتوں کے مالک سمجھ کر اُن سے فریاد کرتے ہیں اور اِن کے نزدیک تو موت کے بعد عام لوگوں حتیٰ کہ کفار کے سننے، دیکھنے اور ادراک کی قوتیں مزید بڑھ جاتی ہیں۔[1] وگرنہ ان حضرات کو فہرست شائع کرنی چاہیے کہ جس میں بزرگوں کے اختیارات وحدود، سننے کے اوقات، مدد کرنے کی نوعیت اور علاقائی حدود کا تعین ہو اور جن جن ہستیوں کے لئے ایسی فوق الاسباب اور لا محدود صفات واختیارات اور اسما والقابات کا دعوی کیا جاتا ہے تو کیا دلیل ہے کہ یہ ان کو عطا ہوئے ہیں؟ اگر یہ بھی ان غیر محدود اور فوق الاسباب صفات واختیارات کے مالک ہیں تو پھر ان میں اور

1 ملفوظات از احمد رضا خان صاحب بریلوی: ص ۲،۷۶، ۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ میں فرق کیا ہے؟ کیا صرف عطائی کے حیلے سے شرک سے نکل کر توحید کے علمبردار بنا جا سکتا ہے؟ مکہ والے بھی تو اپنے معبودوں کو عطائی ہی مانتے تھے۔[1] جبکہ حضرت علی ہجویری جنہیں یہ لوگ داتا اور گنج بخش کے نام سے یاد کرتے ہیں اور حاجت روا پکارتے ہیں، فرماتے ہیں:

"اے علی! مخلوق تجھے داتا اور گنج بخش کے نام سے یاد کرتی ہے حالانکہ تو اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتا۔ اس بات کو اپنے دل میں جگہ مت دے کیونکہ یہ پندار و غرور کی بات ہے۔ گنج بخش اور رنج بخش ذات حق ہی ہے جو کہ بے چون و بے چگوں ہے اور بے شبہ و بے تمون ہے۔ شرک مت کر جب تک کہ تو زندگی بسر کرے۔ وہ ذاتِ حق ہر طرح یکتا ہے اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔"[2]

قارئین کرام! اس اقتباس کو بار بار بہ غور ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ حضرت علی ہجویری تو داتا، گنج بخش اور رنج بخش جیسے القاب کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی قرار دیتے ہیں کہ ایسے کام کرنا اور ان اختیارات کا مالک ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی صفت ہے اور وہ اس میں یکتا و تنہا ہے، اس میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے کہ جو یہ کام کر سکے اور ان القاب سے نوازا اور پکارا جائے، پھر وہ اُمت کے لوگوں میں شرک کے پائے جانے کا نہ تو انکار کرتے ہیں اور نہ ہی اُسے قربِ قیامت کے ساتھ خاص قرار دیتے ہیں بلکہ جب اُنہیں معلوم ہوتا ہے کہ جاہل لوگ اُنہیں بھی ایسے ناموں سے یاد کرنے لگے ہیں تو اس سے اعلانِ برات کرتے ہیں، منع فرماتے ہیں، اور اپنے آپ کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ زندگی بھر کبھی ایسا خیال بھی دل میں نہ لانا اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے یا کسی دوسرے کے لئے ان ناموں کا استعمال کسی قسم کے عطائی وغیرہ حیلے تراشے بغیر علی الاطلاق، شرک قرار دیتے ہیں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "گنج بخش اور رنج بخش ذات حق ہی ہے... شرک مت کر... وہ ذاتِ حق ہر طرح یکتا ہے، اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔"

1. صحیح مسلم: ۱۱۸۵
2. کشف الاسرار، ص ۲۸، طبع ۱۹۹۹ء... مکتبہ نقشبندیہ، فاروق آباد، شیخوپورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ